



ساجد حمید

## متن حدیث میں ہمارے تصرفات\*

(۴)

(گذشتہ سے پوسٹہ)

### حذف السیاق

یہ چوتھا تصرف ہے جو راویوں، محدثین اور مصنفین حدیث نے کیا ہے۔ حذف السیاق یہ ہے کہ حدیث کے بعض ایسے اجزا کا بیان نہ کرنا جو بات کا سیاق و سباق یا موقع محل تشکیل کرتے ہیں۔ موقع محل کی بہت اہمیت ہے، یہ نہ ہو تو سادہ سے سادہ جملے بھی اپنے معنی کھودیتے ہیں۔ تصرفات کے نتیجے میں بہت سی احادیث کو ان کے سیاق و سباق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ پچھلے تینوں تصرفات میں اس کی کچھ مثالیں گزری ہیں۔ سیاق و سباق کے کھوجانے سے کیا مسئلہ پیدا ہوتا ہے، وہ ذیل کی مثال سے واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں:

جملہ	سیاق و سباق	معنی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیا بچھا کر سویا کرو۔	سیاق و سباق نہ بتایا جائے تو	رات کو دیا بچھانا کارِ ثواب ہوگا۔ شاید بعض علما سوتے وقت دیا جلانے کو حرام بھی کہہ دیں۔ آج کے زمانے میں بلب بھی بچھا کر سونا پڑے گا۔

\* اس مضمون کی تیسری قسط ”متن حدیث میں ہمارے تصرفات“ کے زیر عنوان اپریل ۲۰۱۷ء کے شمارے میں شائع ہو چکی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ بتائی اب یہ گناہ ثواب کا مسئلہ نہیں، بلکہ عام کہ چوہا آئے گا، تیل کھانے کے لیے بتی زندگی کی ایک اچھی نصیحت ہے۔ بلب کو لے جانا چاہے گا، جس سے گھر میں اور چوہے کا تعلق وہ نہیں ہے، اس لیے آگ لگ سکتی ہے۔ یہ سیاق و سباق معلوم بلب جلا کر سوسکتے ہیں۔	ہوتو
--	------

یہاں دیکھیے کہ سیاق و سباق کا نہ ہونا معنی میں کیا تبدیلی کر دیتا ہے، اس لیے ضروری تھا کہ ہر حدیث میں سیاق و سباق یا موقع محل بیان کیا جاتا، لیکن افسوس ایسا نہیں ہے۔ تقریباً تمام روایات کسی نہ کسی طریقہ میں اپنے سیاق و سباق سے محروم ہو کر روایت ہوئی ہیں۔ ہم نے انضام المتون والے تصرف کے تحت کچھ روایات کا ذکر کیا تھا، جن کا موقع محل یا سیاق و سباق کسی ایک روایت سے بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ اس مضمون میں ہم جو روایت بطور مثال پیش کرنے جا رہے ہیں، اس کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہے کہ تصرفات کے کئی مراحل سے گزر کر اصل کا موقع محل چند طرق میں تو آیا ہے، لیکن اکثر میں نہیں۔ آئیے سب سے پہلے موقع محل سے منقطع روایت کو دیکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: هَلَكْتُ، قَالَ: "وَلِمَ؟" قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: "فَأَعْتِقُ رَقَبَةً" قَالَ: لَيْسَ عِنْدِي، قَالَ: "فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ"، قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: "فَأَطْعِمُ سِتِّينَ مَسْكِينًا"، قَالَ: لَا أَجِدُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، فَقَالَ: "أَيْنَ السَّائِلُ؟" قَالَ: هَا أَنَا ذَا، قَالَ: "تَصَدَّقْ بِهَذَا"، قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتِ أَحْوَجَ مِنَّا، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْبَابُهُ، قَالَ: "فَأَنْتُمْ إِذَا". (بخاری، رقم ۵۳۲۸)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ حضور میں مارا گیا، آپ نے دریافت فرمایا: وہ کیوں؟ اس نے کہا: میں نے رمضان میں بیوی سے ملاقات کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: ایک غلام آزاد کرنا پڑے گا، اس نے عرض کی: میرے پاس غلام نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ لو، وہ بولا: میں اس کی قوت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دو، اس نے کہا کہ میں اس کے لیے بھی استطاعت نہیں رکھتا۔ اتنے میں آپ کے پاس کھجور کی ٹوکری آئی جس میں کھجوریں تھیں۔ تو آپ نے پوچھا: وہ سوال کرنے والا کہاں ہے؟ وہ بولا: میں یہاں ہوں۔ آپ نے اس سے کہا: یہ کھجوریں صدقہ

## نقطۂ نظر

میں دے دو۔ اس نے کہا: یہ اپنے سے زیادہ محتاج کو  
دینی ہیں نا؟ آپ کو نبوت عطا کرنے والے رب کی  
قسم، ان دو سیاہ پتھروں والی وادیوں میں (اس پورے  
علاقے میں) ہم سے زیادہ محتاج کوئی نہیں ہے۔  
آپ ہنسے لگے، اتنا ہنسے کہ آپ کے نوکیلے دانت  
دکھائی دینے لگے۔ آپ نے فرمایا: پھر تم ہی لے لو۔“

پہلے اس میں ایک تصرف کے ایک شاہد کا جائزہ لیتے ہیں۔ ان روایات میں سے اکثر میں ’فی رمضان‘ ہے، یعنی  
یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔ ان میں یہ نہیں آیا کہ ایسا روزے کی حالت میں ہوا۔ رمضان میں تقاربتِ زوجین کسی  
کفارے کو واجب نہیں کرتی، اس لیے کہ رمضان کی راتیں اس کے لیے شریعتِ اسلامیہ میں حلال و مباح رکھی گئی  
ہیں۔ ’فی رمضان‘ کے الفاظ مکمل روایت کے مضمون کے مطابق بالکل درست ہیں، لیکن مندرجہ بالا روایت میں یہ  
کچھ غیر مناسب ہیں، اس لیے پھر دو تین طرق میں اگلی ساری بات کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے کے لیے بعض  
راویوں نے ’رمضان میں‘ کے بجائے ’میں روزے سے تھایا میں نے عمدًا رمضان میں روزہ افطار کر لیا اور بیوی کے  
پاس چلا گیا‘ کے الفاظ کو روایت کیا ہے۔ لیکن یہ چند ایک روایتوں ہی میں تبدیلی ہوئی ہے۔ باقی روایات میں یہ  
تبدیلی نہیں ہوئی، ان میں ’فی رمضان‘ ہی کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ زیادہ تر روایات میں سیاق و سباق کے  
حذف سے پہلے والے الفاظ ہی موجود ہیں اور وہ مضمون سے پوری مطابقت نہیں رکھتے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ  
یہ تصرف شدہ متن ہے، جس کا ابتدائی حصہ کاٹ کر الگ کر دیا گیا ہے۔

آئیے اب اس متن کو دیکھتے ہیں جو کسی قدر پورے سیاق و سباق کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ	”ابو سلمہ اور محمد بن عبدالرحمن بتاتے ہیں کہ سلمانؓ
الرَّحْمَنِ بْنِ تَوْبَانَ، أَنَّ سَلْمَانَ بْنَ صَخْرٍ	بن صخر انصاری، جن کا تعلق بنو بیاضہ سے تھا، نے اپنی
الْأَنْصَارِيِّ، أَحَدَ بَنِي بِيَّاضَةَ جَعَلَ امْرَأَتَهُ	بیوی سے رمضان بھر کے لیے ظہار کر لیا۔ پھر ابھی
عَلَيْهِ كَظَهَرَ أُمَّهُ حَتَّى يَمُضِيَ رَمَضَانَ، فَلَمَّا	رمضان آدھا ہی گزرا تھا کہ ایک رات اپنی بیوی سے

۱ المعجم الاوسط، رقم ۱۷۸۷ میں الفاظ یوں ہیں: اِنِّي افطرتُ يوماً من رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا، وَوَقَعْتُ عَلَى اَهْلِي فِيهِ،  
اور مسند ابی یعلیٰ رقم ۶۳۹۳ میں الفاظ یوں ہیں: وَوَقَعْتُ عَلَى اَهْلِي وَاَنَا صَائِمٌ۔  
۲ ترمذی کے حاشیہ کے مطابق ان کا نام بعض روایتوں میں سلمہ بن صخر البیاضی بھی آیا ہے۔

مَضَى نَصْفٌ مِنْ رَمَضَانَ وَقَعَ عَلَيْهَا لَيْلًا،  
فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،  
فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَعْتَقُ رَقَبَةً"، قَالَ: لَا  
أَجِدُهَا، قَالَ: "فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ"،  
قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: "أَطْعَمُ سِتِّينَ مَسْكِينًا"،  
قَالَ: لَا أَجِدُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفِرْوَةَ بْنِ عَمْرٍو: "أَعْطِهِ ذَلِكَ  
الْعَرَقَ وَهُوَ مَكْتَلٌ يَأْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا،  
أَوْ سِتَّةَ عَشَرَ صَاعًا إِطْعَامَ سِتِّينَ مَسْكِينًا".  
(سنن الترمذی رقم ۱۲۰۰)

جماع کر بیٹھے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
میں حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک  
غلام آزاد کر دو، انھوں نے کہا کہ میرے پاس تو غلام  
نہیں ہے۔ آپ نے کہا کہ دو ماہ کے مسلسل روزے  
رکھ لو، انھوں نے کہا کہ اس کی ہمت نہیں پاتا۔ آپ  
نے کہا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا ہی کھلا دو، اس نے  
کہا کہ یہ بھی میسر نہیں ہے۔ آپ نے فروہ بن عمرو سے  
کہا کہ یہ بوریا سے دے دو۔ اس بوریے (مکتل)  
میں پندرہ سولہ صاع کھجور آ جاتی ہے، جو ساٹھ مسکینوں  
کا کھانا ہوگا۔

اس روایت سے اس واقعہ کا جو سیاق و سباق کھویا گیا تھا، وہ واضح ہو جاتا ہے۔ اس سیاق و سباق سے واضح ہو رہا  
ہے کہ اس شخص کو روزہ توڑنے نہیں، بلکہ ظہار کا کفارہ بتایا جا رہا ہے۔ کفارے کے اس حکم کے سیاق و سباق پر مزید  
روشنی یہ روایت ڈالتی ہے کہ اس آدمی نے اپنی بیوی سے یہ ظہار کیوں کیا:

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيْضِيِّ، قَالَ: كُنْتُ  
امْرَأً اسْتُكْثِرُ مِنَ النِّسَاءِ، لَا أَرَى رَجُلًا  
كَأَنِّي يُصِيبُ مِنْ ذَلِكَ مَا أُصِيبُ، فَلَمَّا  
دَخَلَ رَمَضَانَ ظَاهَرْتُ مِنْ امْرَأَتِي حَتَّى  
يُنْسَلِخَ رَمَضَانُ، فَبَيْنَمَا هِيَ تُحَدِّثُنِي ذَاتَ  
لَيْلَةٍ أَنْكَشَفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ، فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا  
فَوَاقَعْتُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ عَدَوْتُ عَلَى  
قَوْمِي فَأَخْبَرْتُهُمْ خَبِيرِي، وَقُلْتُ لَهُمْ: سَلُوا  
لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا:  
مَا كُنَّا نَفْعَلُ، إِذَا يُنْزِلَ اللَّهُ فِينَا كِتَابًا، أَوْ

”سلمہ بن صخر البیاضی کہتے ہیں کہ میں ایسا آدمی ہوں  
کہ مجھے عورتوں کی طرف زیادہ میلان تھا، میرا نہیں  
خیال کہ کسی مرد کو مجھ جیسی یہ حالت لاحق رہی ہو، تو اس  
لیے جب رمضان آیا تو میں نے ظہار کی قسم کھالی کہ  
میری بیوی رمضان کے اختتام تک میری ماں کی طرح  
ہے۔ ایک رات کیا ہوا کہ باتیں کرتے کرتے اس کے  
جسم کا کچھ حصہ مجھے دکھائی دیا، میں اس پر چھینا اور اس  
سے زن و شوکا تعلق قائم کر لیا۔ صبح ہوئی، تو میں سویرے  
ہی اپنے لوگوں کے پاس گیا اور اپنی رات والی بات بتائی،  
اور ان سے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے

سے خود امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور الالبانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح سند کے ساتھ اس کے متعدد طرق ہیں۔

يَكُونُ فِينَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلٌ، فَيَقْفِي عَلَيْنَا عَارُهُ، وَلَكِنْ سَوْفَ نُسَلِّمُكَ بِجَرِيرَتِكَ، أَذْهَبُ أَنْتَ، فَادْكُرْ شَأْنَكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبِيرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنْتَ بَذَاكَ؟"، فَقُلْتُ: أَنَا بَذَاكَ، وَهَذَا أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَابِرٌ لِحُكْمِ اللَّهِ عَلَيَّ، قَالَ: "فَاعْتِقُ رَقَبَةً"، قَالَ: قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَصْبَحْتُ أَمْلِكُ إِلَّا رَقَبَتِي هَذِهِ، قَالَ: فَصُمُّ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَهَلْ دَخَلَ عَلَيَّ مَا دَخَلَ مَنْ الْبَلَاءِ إِلَّا بِالصَّوْمِ، قَالَ: "فَصُذِّقْ، أَوْ أَطْعِمُ سِتِينَ مَسْكِينًا"، قَالَ: قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَقَدْ بَتْنَا لَيْلَتِنَا هَذِهِ مَا لَنَا عَشَاءٌ، قَالَ: "فَأَذْهَبْ إِلَى صَاحِبِ صَدَقَةٍ بَنِي زُرَيْقٍ، فَقُلْ لَهُ، فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ، وَأَطْعِمُ سِتِينَ مَسْكِينًا، وَانْتَفِعْ بِبَقِيَّتِهَا".

(سنن ابن ماجه، رقم ۲۰۲۲)

متعلق پوچھو۔ لوگوں نے کہا: ہم ہرگز ایسا کرنے والے نہیں ہیں، کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی قانون اترے گا یا رسول اللہ کی طرف سے کوئی بات سامنے آئے گی، جس کی عار پھر ہمارے لیے باقی رہ جائے گی (کہ سخت قانون ان لوگوں کی وجہ سے اترے گا)۔ ہم ابھی بس یہ کر سکتے ہیں کہ تمہیں تمہارے گناہ کے حوالے کریں، تم خود ہی جاؤ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا معاملہ خود ہی بیان کرو۔ سو (ان کی بات سن کر) میں نکلا اور نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا قصہ کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے واقعی ایسا کیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، میں نے ایسا کیا ہے، اور اب میں یہاں حاضر ہوں، پوری ثابت قدمی سے خدا کے حکم کو تسلیم کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ایک گردن (غلام) آزاد کر دو، میں نے کہا: بخدا، اپنی اس گردن کے سوا کسی گردن کا مالک نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا: (اگر غلام نہیں ہے تو) پھر دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ لو، میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول، میں جس مشکل میں پھنسا ہوں، آیا وہ روزے ہی کی وجہ سے نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: پھر کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر دو یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دو، میں نے

ع ناصر الدین الالبانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، اور شیخ الارنؤوط نے اس پر یہ تبصرہ کیا ہے: حدیث صحیح بطرقہ وشاہدہ۔ وهذا إسناد ضعيف، محمد بن إسحاق مدلس وقد عنعن، وسليمان بن يسار لم يسمع من سلمة بن صحخر.

۵۷ یہ غالباً اس آیت کے پیش نظر کہا گیا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنَ أَشْيَاءَ إِن تَبَدَّلُكُمْ تُسْأَلُونَ وَإِن تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنزَلُ الْقُرْآنُ تَبَدَّلُكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ. (المائدہ ۵: ۱۰)

عرض کی، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بالحق مبعوث فرمایا ہے، ہم نے آج رات اس طرح کاٹی کہ ہمارے پاس رات کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ نے فرمایا: جاؤ، بنی زریق کے زکوٰۃ پر مامور آدمی کے پاس جاؤ، اس سے کہو، وہ تمہیں صدقات میں سے کچھ دے، اور تم ساٹھ مساکین کو کھلاؤ اور باقی سے خود بھی فائدہ اٹھاؤ۔“

اس روایت سے ہم جان سکتے ہیں کہ اس سارے واقعہ میں رمضان کی اہمیت روزہ توڑنے کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ رمضان میں ظہار کر لینے کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح ہم یہ جان سکتے ہیں کہ روزہ نہیں، بلکہ ظہار کو توڑا گیا ہے۔ ایک روایت میں یہ تصرف دوسرا رنگ اختیار کر گیا ہے اور اس آدمی کا سوال ہی تبدیل ہو گیا ہے، جب کہ باقی واقعہ مذکورہ بالا واقعہ سے ملتا جلتا ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي أَفْطَرْتُ يَوْمًا فِي رَمَضَانَ، قَالَ: "مِنْ عَمِيرٍ عُدْبَةَ وَلَا سَفَرٍ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "بِئْسَ مَا صَنَعْتَ" قَالَ: أَجَلُ فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: "أَعْتِقْ رَقَبَةً" قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا مَلَكَتُ رَقَبَةً قَطُّ، قَالَ: "فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ"، قَالَ: فَلَا أَسْتَطِيعُ ذَلِكَ، قَالَ: "فَأَطْعِمُ سِتِّينَ مِسْكِينًا"، قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَشْبَعُ أَهْلِي، قَالَ: فَأَنْتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكْتَلٍ فِيهِ تَمْرٌ، فَقَالَ: "تَصَدَّقْ بِهِذَا عَلَى سِتِّينَ مِسْكِينًا"، قَالَ: إِلَى مَنْ أَدْفَعُهُ، قَالَ: "إِلَى أَفْقَرِ مَنْ تَعْلَمُ"، قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ قُتْرَيْهَا أَهْلٌ

”ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، تو اس نے کہا کہ میں نے رمضان کے دن میں روزہ توڑ لیا ہے، آپ نے پوچھا: بلا عذر اور بلا سفر؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تم نے بہت ہی برا کام کر ڈالا ہے، اس نے کہا جی، اب آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ایک غلام آزاد کر دو... (آگے کا واقعہ مذکورہ واقعات سے ملتا جلتا ہے، لہذا ترجمہ کی ضرورت نہیں ہے، طوالت سے بچنے کے لیے چھوڑ رہا ہوں۔)“

نقطہ نظر

بَيِّتِ أَحْوَجُ مِنَّا، قَالَ: ”فَتَصَدَّقْ بِهِ عَلَيَّ عِيَالِكَ“۔ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم ۲۵۷۵)

یہاں اس سوال کو زیر بحث لانا ضروری ہے، وہ یہ کہ یہ تین روایتیں الگ الگ واقعات تو نہیں ہیں؟ بلاشبہ تینوں میں بیان کردہ سوال مختلف ہے:

مثلاً ایک روایت کا سوال ہے:

”میں رمضان میں بیوی سے جماع کر بیٹھا ہوں۔“  
وَقَعْتُ عَلَيَّ أَهْلِي فِي رَمَضَانَ۔  
(بخاری، رقم ۵۳۶۸)

دوسرا سوال یہ ہے:

”سلمان بن صحرا نصاریٰ جو بنی بیاضہ کا آدمی تھا،  
اَنَّ سَلْمَانَ بْنَ صَخْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَحَدَ  
بَنِي بِيَاضَةَ جَعَلَ امْرَأَتَهُ عَلَيْهِ كَظَهَرِ أُمِّهِ  
حَتَّى يَمْضِيَ رَمَضَانُ، فَلَمَّا مَضَى نَضَفْتُ  
لِهَا، بِرَأْسِهَا آدَمًا رَمَضَانَ، هِيَ كُزْرًا تُوِّهَ إِكْرَامًا رَمَضَانَ  
مِنْ رَمَضَانَ وَقَعَ عَلَيْهَا لَيْلًا۔“  
(سنن الترمذی، رقم ۱۳۰۰)

تیسرا سوال یہ ہے:

”میں نے رمضان میں روزہ توڑ لیا ہے۔“  
إِنِّي أَفْطَرْتُ يَوْمًا فِي رَمَضَانَ۔  
(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم ۲۵۷۵)

اس کا جواب صرف یہ ہے کہ یہ تین واقعات نہیں ایک ہی ہے، اس لیے کہ تصرفات سے نہ صرف سوال مختصر ہوا ہے، بلکہ آگے کفارے کے مکالمے میں بھی تصرف ہوا ہے۔ لیکن ان تصرفات کے باوجود تمام روایات پڑھ کر صاف ہے، اس روایت کے بارے میں مسند کے نسخہ، جو دمشق سے طبع ہوا ہے، کے محقق حسین سلیم اسد کا کہنا ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ الحجج الاوسط کے مصنف نے یہ کہا کہ حبیب بن ابی ثابت سے ہارون اس روایت میں منفرد ہیں۔ بے چوتھا سوال بھی بن سکتا ہے، وہ یہ کہ بیوی سے جماع کا عمل حالت اعتکاف میں ہوا۔ یہ مصنف عبدالرزاق کی مروی روایت میں بیان ہوا ہے۔ اس کا متن مع سند یہ ہے:

عَبْدُ الرَّزَاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ، فَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ فِي الَّذِي يَقَعُ عَلَيَّ امْرَأَتِهِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ؟  
فَقَالَ: ”يَعْتَقُ رَقَبَةً، وَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَيُصَوِّمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَيَأْطَعُ سِتِّينَ مَسْكِينًا“؟  
(رقم ۸۰۸۰)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے۔ ذیل میں وہ نکات پیش کیے جاتے ہیں جو ہمیں اس بات کی طرف لے جاتے ہیں کہ یہ ایک ہی واقعہ کی مختلف حکایات ہیں جو تصرفات کی زد میں آ کر بدل گئی ہیں۔

۱۔ پہلے سوال کے ساتھ بھی بیاضی قبیلے کے آدمی کا نام ہے اور دوسرے سوال کے ساتھ بھی صحیح ابن خزیمہ کی اس روایت میں دیکھیے کہ سیدہ عائشہ اسی آدمی کی طرف اشارہ کر رہی ہیں جو ظہار کے واقعے میں سائل ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ظِلِّ فَارِعَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي بِيَّاضَةَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، احْتَرَقْتُ، قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا لَكَ؟" قَالَ: وَقَعْتُ بِامْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَعْتَقُ رَقَبَةً"، قَالَ: لَا أَجِدُهُ... (صحیح ابن خزیمہ، رقم ۱۹۴۷)

اس روایت (خط کشیدہ الفاظ) سے پتا چلتا ہے کہ ظہار والا قصہ اور روزے میں جماع والا قصہ ایک ہی قبیلے کے آدمی کا ہے۔ واقعے کی باقی تفصیلات دلالت کرتی ہیں کہ قصہ ایک ہی آدمی کا ہے، یعنی ابن صخر البیاضی کا، جو کہ بنی بیاضہ میں سے ہونے کی وجہ سے بیاضی کہلاتا تھا۔ سنن ترمذی کی مذکورہ بالا روایت ظہار کے الفاظ یوں ہیں: اَنَّ سَلْمَانَ بْنِ صَخْرٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَحَدَ بَنِي بِيَّاضَةَ (رقم ۱۲۰۰)۔ سنن ابن ماجہ میں ظہار کا واقعہ شروع ہی یوں ہوتا ہے کہ عَنْ سَلْمَةَ بِنِ صَخْرٍ الْبِيَّاضِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَمْرًا اسْتَكْثِرُ مِنَ النِّسَاءِ (رقم ۲۰۶۲)۔ یعنی ابن صخر البیاضی سے روایت ہے... واضح رہے کہ سلمہ اور سلمان میں بھی تصرف ہوا ہے: بعض روایتوں میں سلمان نام آیا ہے، بعض میں سلمتہ۔ لیکن دونوں کے ساتھ ابن صخر ہی آیا ہے۔ سلمہ اور سلمان صوتی مماثلت کی بنا پر اشتباہ پیدا کر سکتے ہیں، جو اس تصرف کا باعث بنا ہوگا۔

۲۔ کفارہ جو بتایا جاتا رہا ہے، وہ چونکہ ظہار کا ہے، اس لیے ان روایتوں کو جن میں ظہار کا ذکر نہیں ہوا، انہیں بھی ظہار کے تحت ہی لینا ہوگا۔ اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہونے کی حیثیت سے حکم دینے کے مجاز تھے، اور ہم پر ان کے حکم کی تعمیل واجب ہے۔ لیکن چونکہ روایتوں کے تصرف سے سوال پیدا ہو گیا ہے، اس لیے ذہن میں یہ اشکال اٹھتا ہے کہ رزہ توڑنے اور ظہار میں وہ کیا مماثلت ہے کہ جس کی بنا پر دونوں کا کفارہ ایک ہی کر دیا گیا ہے؟ اس سوال کا جواب صرف یہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا، یہ تصرفات کے نتیجے میں مسئلہ پیدا ہوا ہے۔

۵ بیروت سے طبع شدہ صحیح ابن خزیمہ کے محقق محمد مصطفیٰ الاعظمی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

۳۔ اس واقعے سے پہلے اور بعد میں کہیں روزہ توڑنے کا کفارہ نہیں بتایا گیا، لیکن بیاضی جب سوال کے لیے آتا ہے تو اس کا شدت تاثر یہ بتا رہا ہے کہ وہ کسی بڑے کفارے ہی کا خیال کر کے آرہا ہے۔ کسی روایت میں یہ ہے کہ وہ 'ہلکت و اہلکت' کہتا ہوا آتا ہے، کسی میں بال نوچتا ہوا (جَاءَ رَجُلٌ يَنْتِفُ شَعْرَهُ) آتا ہے، جو یہ بتا رہا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ اب سخت کفارے کا سامنا ہے۔ لہذا ان روایتوں کا سائل روزہ توڑنے نہیں، بلکہ ظہار کے کفارے ہی کے بوجھ سے پریشان ہے۔ اس واقعے کے علاوہ روزے کے کفارہ کا ذکر نہ ہونا بذات خود ایک اہم سوال ہے۔

۴۔ الفاظ کے تغیر سے قطع نظر، کفارے کا پورا مکالمہ جس میں آپ پہلے غلام آزاد کرنے کا کہتے ہیں، وہ کہتا ہے کہ میرے پاس غلام نہیں ہے، پھر آپ اسے ساٹھ روزوں کا کہتے ہیں، وہ اس کی استطاعت کا انکار بھی کرتا ہے، پھر آپ اسے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا کہتے ہیں، وہ اس کی گنجائش سے بھی انکار کرتا ہے، پھر کھجوریں دی جاتی ہیں اور مساکین کو کھلانے سے انکار کرتا، اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ محتاج بتاتا ہے، ان سب روایتوں میں اتنا ملتا جلتا ہے کہ انھیں دو یا تین واقعات شمار کرنا ناممکن لگتا ہے۔

۵۔ بعض روایتوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو روزہ توڑنے کا کفارہ بتانے کے بجائے قضا کے لیے صرف ایک روزہ رکھنا ہی بتایا ہے۔ لیکن اس روایت کا غلبہ اتنا زیادہ ہوا کہ دوسری روایات کے صحیح ہونے کے باوجود وہ فراموش ہی رہی ہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ، وَقَالَ: "وَصُمْ يَوْمًا

۹ امام مالک رحمہ اللہ کی رائے بھی کچھ ایسی ہی ہے، موطا میں لکھتے ہیں:

سَمِعْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ: لَيْسَ عَلَى مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا فِي قِضَاءِ رَمَضَانَ بِإِصَابَةِ أَهْلِهِ نَهَارًا أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ، الْكُفَّارَةُ الَّتِي تُذَكَّرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَمْنُ أَصَابَ أَهْلَهُ نَهَارًا فِي رَمَضَانَ. وَإِنَّمَا عَلَيْهِ قِضَاءُ ذَلِكَ الْيَوْمِ. قَالَ مَالِكٌ: "وَهَذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ فِيهِ إِلَيَّ". (موطا امام مالک، رقم ۲۹)

۱۰ اس بذلک کا اشارہ سنن ابن ماجہ میں اس سے متصل پہلے مذکور اسی روایت کی طرف ہے جو اس وقت زیر مطالعہ ہے۔ اس روایت کا متن یوں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: هَلَكْتُ، قَالَ: "وَمَا أَهْلَكَ؟" قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى أَمْرَاتِي فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَعْتَقَ رَقَبَةً"، قَالَ: لَا أَجِدُ. قَالَ: "صُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ"، قَالَ: لَا أَطِيقُ. قَالَ: "أَطْعِمُ سِتِّينَ مَسْكِينًا"، قَالَ: لَا



### نقطہ نظر

وَالشَّعْبِيُّ، وَابْنُ جُبَيْرٍ، وَإِبْرَاهِيمُ، وَقَتَادَةُ،  
كَفَّارَهُ إِذَا نَهَى، لَسَّ اتَّأْتِيهِ كَمَا هُوَ، لَسَّ اتَّأْتِيهِ كَمَا هُوَ، لَسَّ اتَّأْتِيهِ كَمَا هُوَ،  
كَارُوزَهُ رَكَهَ كَرَفَضَا كَرَلَهُ۔ یہی راے ابن مسعود، سعید  
بن المسیب، شعبی، ابن جبیر، ابراہیم، قتادہ اور حماد وغیرہ  
کی تھی۔“

اب دونوں کے درمیان تطبیق دینا ہوگی۔ میرے خیال میں اس شخص نے سحری کے بعد رات کے وقت ہی بیوی سے جماع کیا ہوگا۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہار کا کفارہ اور روزے کی قضا، دونوں کا حکم دیا ہوگا۔  
۶۔ سعید بن المسیب (۱۵ھ-۹۴ھ) جو ان روایتوں کے ایک راوی ہیں، انھوں نے ۹۴ ہجری میں وفات پائی، گویا اوائل زمانے کے ہیں۔ مدینہ کے جید علما میں سے ہیں۔ مدینہ کے علما کا حدیث نبوی سے اشتغال سب کو معلوم ہے۔ کثرتِ مرویات کے اعتبار سے غالباً چوتھے نمبر پر آتے ہیں۔ حدیث اور دین کے جید عالم ہیں۔ ان کی مرویات میں زیادہ تعداد ابو ہریرہ سے ہے، یہ قصہ کفارہ ابو ہریرہ بھی روایت کرتے ہیں، اور ابو ہریرہ ہی سے یہ واقعہ ابن المسیب نے روایت بھی کیا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کے بدلے غلام آزاد کرنے یا کوئی چیز صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا؟ وہ کہتے ہیں کہ نہیں آپ نے تو صرف ایک دن کی قضا کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ اثر بہت سے حوالوں میں آیا ہے۔

عَنْ ابْنِ الْمُسَيْبِ، فِي الَّذِي يَفْعُ عَلِيَّ  
أَهْلِيهِ فِي رَمَضَانَ، قَالَ: قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَعْتَقُ رَقَبَةً"، قَالَ: لَا أَجِدُ  
قَالَ: "فَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ"، قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا  
قَالَ: "فَأَقْضِ يَوْمًا مَكَانَهُ".

(مصنف عبدالرزاق، رقم ۷۴۶۶)

”ابن المسیب سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو رمضان میں بیوی سے ملاقات کر بیٹھا تھا کہ آیا نبی کریم نے اس سے کہا تھا کہ ایک غلام آزاد کرو، ابن المسیب کہتے ہیں کہ میں ایسی کوئی بات نہیں پاتا، سائل نے پوچھا کہ آیا صدقہ کا حکم دیا گیا تھا؟ ابن المسیب کہتے ہیں کہ میرے علم میں ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ مجھے بس یہ پتا ہے کہ آپ نے اس سے کہا تھا کہ اس کی جگہ ایک دن کاروزہ رکھ کر قضا کرو۔“

ابن المسیب اس واقعہ کی روایات کے راوی بھی ہیں:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،  
قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَنْتِفُ شَعْرَهُ، وَيَدْعُو

نقطۂ نظر

وَيْلَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا لَكَ؟" قَالَ: وَقَعَ عَلَيَّ امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ،  
قَالَ: "أَعْتَقُ رَقَبَةً"... (مسند احمد، رقم ۶۹۴۳)

اب سوال یہ ہے کہ ایک طرف وہ اس روایت کو بیان کر رہے ہیں جس میں حالتِ صوم میں بیوی سے جماع کا کفارہ ظہار کے کفارے کے برابر ہے اور دوسری طرف وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو ایک ہی دن کا روزہ رکھنے کا حکم ہوا تھا۔ اب دو صورتیں ممکن ہیں: ایک یہ کہ یہ مانا جائے کہ سعید ابن المسیب کی ایسی تمام روایات کی سند خود ساختہ ہو، یعنی ابن المسیب کا نام خود سے شامل کر لیا گیا ہو یا فتویٰ ان کا نہ ہو۔ دوسرا یہ امکان ہے کہ ان کے سامنے تصرفات سے پہلے کا پورا واقعہ ہو جس کی روشنی میں وہ یہ تطبیق کرتے ہوں گے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہار کا کفارہ بھی بتایا، اور چونکہ اس نے جماع روزے کی حالت میں کیا تھا تو روزے کی قضا کا حکم بھی دیا کہ وہ ایک روزہ رکھ کر روزے کی قضا بھی کرے، اس لیے کہ دونوں طرح کی روایات موصول ہوئی ہیں، ظہار کے برابر کفارے والی بھی اور ایک دن کی روزے کی قضا والی بھی، جیسے کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

یہی بات قرآن کے مطابق ہے۔ قرآن مجید کے رمضان کے ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کا کھانا کھلانا رکھا تھا، اور ایک روزے کی قضا ایک دن کے روزے سے کرنے کا ضابطہ دیا ہے۔ اپنی نوع کے اعتبار سے بلا عدد روزہ چھوڑنے اور روزہ توڑنے، دونوں میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے، بلکہ عقل تقاضا کرتی ہے کہ توڑنے والے کو روزے کی مشقت نے مجبور کیا ہوگا، اس لیے اس کے ساتھ معاملہ نرم ہونا چاہیے۔ ہمارے ذہنوں میں روزہ توڑنے کی شدت اسی روایت سے بنی ہے، جو اس وقت زیر بحث ہے۔ اس کے علاوہ کسی حدیث میں یہ کفارہ نہیں بتایا گیا۔ گویا یہ غریب مضمون ہے۔ سنن ترمذی کی ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کو توڑنے پر کوئی سختی نہیں کی:

عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: كُنْتُ قَاعِدَةً عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَانِي بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَنِي فَشَرِبْتُ مِنْهُ، فَقُلْتُ: إِنِّي أَذْنَبْتُ فَاسْتَغْفِرْ لِي، فَقَالَ: "وَمَا ذَاكَ؟" قَالَتْ: كُنْتُ صَائِمَةً، فَأَفْطَرْتُ، فَقَالَ: "أَمِنْ قَضَاءٍ كُنْتَ تَقْضِيهِ؟" قَالَتْ: لَا، قَالَ: "فَلَا يَضُرُّكَ" ۱۳

”ام ہانی فرماتی ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھی کہ آپ کے پاس کوئی مشروب لایا گیا، جس میں سے آپ نے نوش فرمایا، پھر آپ نے وہ مجھے پکڑا دیا تو میں نے بھی اس میں سے پیا، پھر میں نے آپ سے کہا کہ میں گناہ کر بیٹھی ہوں، آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں، آپ نے دریافت فرمایا: کیسا گناہ؟ انھوں نے کہا: میں روزے سے سختی تو

۱۳ ناصر الدین الالبانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس روایت کا یہ جملہ کہ ”أَمِنْ قَضَاءٍ كُنْتَ تَقْضِيهِ“ اہم ہے۔ اس مضمون

نقطہ نظر

(ترمذی، رقم ۷۳۱۔ ابوداؤد، رقم ۲۴۵۶) ابھی میں نے روزہ توڑ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم

روزے کی قضا کر رہی تھیں؟ کہنے لگیں: نہیں، فرمایا:

پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔“

۷۔ ساٹھ روزوں والی روایت کے مشہور ہونے سے پہلے یا اس کی موجودگی کے علی الرغم صحابہ و تابعین کے فتاویٰ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ روزہ توڑنے پر بس ایک ہی دن کی قضا کا کہتے تھے۔ مثلاً مصنف عبدالرزاق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک فیصلہ ملتا ہے:

عَنْ بَشْرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ  
الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ، وَالسَّمَاءُ مَعِيْمَةً، فَاتَى  
بِسَوِيْقٍ وَطَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: مَنْ أَفْطَرَ  
فَلْيَقْضِ يَوْمًا مَكَانَهُ. (رقم ۷۳۹۴)

”بشر بن قیس کہتے ہیں کہ ہم رمضان میں حضرت  
عمر بن الخطاب کے ہمراہ تھے، جب کہ آسمان پر بادل  
چھائے ہوئے تھے، تو سٹو لائے گئے۔ پھر کیا دیکھتے  
ہیں کہ (بادل چھٹ گئے اور) سورج روشن ہو گیا، تو  
حضرت عمر نے فرمایا کہ جس نے روزہ کھول لیا تھا، وہ  
بعد میں ایک دن کی قضا کرے گا۔“

اس واقعہ میں حضرت عمر نے بادلوں کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کو خطا پر محمول نہیں کیا، بلکہ اسے روزہ توڑنے  
کے مترادف سمجھا ہے، مگر کفارے کا حکم نہیں لگایا، بلکہ وہی قرآن کے حکم کے مطابق بس ایک دن کی قضا کا فیصلہ دیا  
ہے۔ اگر وہ اسے خطا پر محمول کرتے تو قضا کا بھی حکم نہ دیتے۔

ابن عباس کا فتویٰ یوں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ”إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ  
صَائِمًا فَبَدَأَ لَهُ أَنْ يُفْطَرَ فَلْيَقْضِ يَوْمًا مَكَانَهُ  
أَوْ قَالَ مَكَانَهُ يَوْمًا“.

”ابن عباس نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی روزے  
سے ہو، اور دن چڑھ جائے، پھر اسے محسوس ہو کہ روزہ  
توڑنا پڑے گا (تو وہ توڑ لے)، مگر پھر بعد میں اس کی

(سنن الکبریٰ للبیہقی، رقم ۸۳۷۲) جگہ ایک دن کا روزہ رکھے۔“

مصنف ابن ابی شیبہ میں سعید بن جبیر کا ایک اثر نقل ہوا ہے۔ انھوں نے رمضان کا روزہ توڑنے کے کفارہ کا

کی بہت سی ضعیف روایات میں پوری بات نقل ہوئی ہے کہ اگر قضا کر رہی تھیں تو قضا بعد میں ایک ہی روزے سے پوری کر لیں  
اور اگر قضا نہیں یونہی ایک نقلی روزہ تھا تو بس پھر قضا کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس مضمون کا کوئی طرق صحیح روایت کی  
شکل میں نہیں مل سکا، اس لیے میں نے اسے پیش نہیں کیا۔

۱۴ سعید بن المسیب کا ایک فتویٰ یہ نقل ہوا ہے کہ ہر رمضان کے روزے کے بدلے ایک ماہ کے روزے رکھے جائیں۔

انکار کیا ہے اور قضا کرنے کا بتایا ہے:

عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: رَجُلٌ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا، مَا كَفَّارَتُهُ؟ قَالَ: مَا أَدْرِي مَا كَفَّارَتُهُ، ذَنْبٌ أَصَابَهُ، يَسْتَعْفِرُ اللَّهَ، وَيَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ. (رقم ۱۲۵۷۸)

”یعلیٰ بن حکیم سعید بن جبیر کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان سے میں نے پوچھا کہ جو آدمی رمضان میں عمدًا روزہ توڑ لے، اس کا کیا کفارہ ہے، انہوں نے کہا: میں کفارہ وغیرہ تو کچھ نہیں جانتا، بس اتنا ہے کہ اس نے ایک گناہ کیا ہے، اللہ سے توبہ کرے اور ایک دن کا روزہ رکھ کر قضا کرے۔“

ان کی وفات تقریباً ۹۵ ہجری میں ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت تک ساٹھ روزوں والی حدیث یا تغیر سے محفوظ تھی یا مشہور نہیں ہوئی تھی۔ متعدد صحابہ نے یوم عرفہ کے نفلی روزہ توڑنے والے کو ایک ہی روزہ رکھنے کا فتویٰ دیا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّهُ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَعَطِشَ عَطَشًا شَدِيدًا فَأَفْطَرَ، فَسَأَلَ عَمَّةَ مَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرُوهُ أَنْ يَقْضِيَ يَوْمًا مَكَانَهُ. (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۹۰۹۳)

”انس بن سیرین سے روایت ہے کہ انہوں نے یوم عرفہ کا روزہ رکھا، مگر پھر پیاس کی شدت محسوس کی تو روزہ توڑ لیا۔ انہوں نے متعدد صحابہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو سب نے یہی کہا کہ اس کی جگہ ایک روزہ رکھ کر قضا کر لینا۔“

امام محمد رحمہ اللہ کے سامنے بھی شاید اس قصے کے تمام طرق تھے، اس لیے ان کا موطا امام محمد میں فتویٰ یوں رقم ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكْفَرَ بِعَنْتِ رَقَبَةٍ، أَوْ صِيَامِ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، أَوْ إِطْعَامِ سِتِّينَ مِسْكِينًا، قَالَ: لَا أَجِدُ،

” (طوالت سے بچنے کے لیے پہلے پیرے کا ترجمہ نہیں کر رہا ہوں، کیونکہ وہی واقعہ ہے اس واقعے کے بعد امام محمد کا فتویٰ ہے)۔ امام محمد کہتے ہیں کہ ہم اس سے یہ رائے اخذ کرتے ہیں کہ جب کوئی رمضان میں

(مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۹۷۸۰۰)۔ واضح رہے کہ انہی کے حوالے سے مصنف عبدالرزاق کا اثر یہ نقل ہوا ہے کہ وہ اس آدمی کے کفارہ کے بارے میں جو رمضان میں بیوی سے جماع کر بیٹھا تھا، صرف اتنا جانتے ہیں کہ اسے ایک روزہ رکھنے کا کفارہ بتایا گیا تھا۔

۱۵۔ یہ چونکہ اثر ہے حدیث نہیں ہے، اس کی صحت کے لیے حدیث جیسی تحقیق سند کی ضرورت نہیں ہے، لیکن شیخ ابن ابی شیبہ نے مسند احمد کی روایت ۲۵۰۹۵ کے تحت ابن شیبہ کی اس روایت کے رجال کو ثقہ قرار دیا ہے۔

نقطہ نظر

فَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍ، فَقَالَ: "خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ  
بِهِ"، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَجِدُ أَحَدًا  
أَحْوَجَ إِلَيْهِ مِنِّي، قَالَ: "كُلْهُ"،  
قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهَذَا نَأْخُذُ إِذَا أَفْطَرَ الرَّجُلُ  
مُتَعَمِّدًا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِأَكْلِ، أَوْ شُرْبِ،  
أَوْ جَمَاعٍ فَعَلَيْهِ قَضَاءُ يَوْمِ مَكَانِهِ، وَكَفَّارَةٌ  
الظُّهَارِ أَنْ يَعْتِقَ رَقَبَةً، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، فَصِيَامُ  
شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، أَطْعَمَ  
سِتِّينَ مِسْكِينًا....

(موطاروایہ محمد بن الحسن الشیبانی، رقم ۳۴۹)

ان شواہد کے ہوتے ہوئے یہ بات بہت واضح ہو جاتی ہے کہ ہماری زیر بحث حدیث میں روزہ توڑنے کا نہیں، بلکہ ظہار کا کفارہ بتایا گیا ہے۔ روزہ توڑنے کا کفارہ کوئی بیان نہیں ہوا۔ جیسا کہ اوپر مذکور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک روزے کے بدلے ایک روزہ کی قضا کی جائے گی، جو کہ قرآن مجید کے عین مطابق ہے۔ حکم میں یہ تبدیلی متون میں تصرف سے آئی ہے۔ ایسی روایات کی کثرت آپ کو ملے گی کہ جس میں سیاق و سباق حذف ہو گیا ہوگا، اس لیے کہ بسا اوقات آدمی یہ سمجھ کر بات بیان کر رہا ہوتا ہے کہ سامع کو واقعہ کی باقی تفصیل معلوم ہی ہے، اس لیے وہ ضروری حصہ بیان کرنے پر اکتفا کر دیتا ہے۔ لہذا حدیث کے طرق میں سے ہر متن سے حکم نکالنا صحیح نہیں ہے، بلکہ اسے تمام احادیث کی روشنی میں سمجھنا چاہیے تاکہ اصل اور مکمل بات کا تعین ہو، اور ہم اصل حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ سکیں۔

یہ بات بھی واضح رہنی چاہیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارہ کو معاف نہیں کیا، جیسا کہ اکثر لوگوں نے سمجھا ہے، بعض تعمیم کرنے سے ڈرے اور انہوں نے کہا کہ یہ معافی اس آدمی کے ساتھ خاص ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ بھی تصرفات سے پیدا ہوا ہے۔ تمام طرق اکٹھے کر کے جو بات سمجھ میں آتی ہے، وہ یہ ہے کہ جب آپ نے کفارے کی تینوں صورتوں کے لیے اس آدمی میں استطاعت نہیں پائی تو ساٹھ مساکین کے کھانا کھلانے میں آپ نے ریاست کی طرف سے مدد کی۔ گویا اسے بیت المال سے دیا گیا تاکہ وہ اپنا کفارہ ادا کر سکے۔ روایتوں میں یہ

الفاظ بھی منتقل ہوئے ہیں: 'خُذْ هَذَا فَاطْعِمُهُ عَنْكَ سِتِّينَ مَسْكِينًا'۔ یعنی یہ کھجوریں لے لو، اور اپنی طرف سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو۔ بلاشبہ بعض میں بس اتنا آیا ہے کہ 'أَطْعِمُهُ عِيَالَكَ'، تم اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ لگتا ہے کہ یہ بھی تصرف ہے، دونوں باتیں ہوں گی کہ ساٹھ مسکین کو کھلاؤ، اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلاؤ۔ یہی حل آپ نے خولہ بنت ثعلبہ کے شوہر اوس بن صامت کے لیے تجویز کیا تھا:

عَنْ خُوَيْلَةَ بِنْتِ مَالِكِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَتْ: ظَاهِرَ مَنِّي زَوْجِي أَوْسُ بْنُ الصَّامِتِ، فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْكُو إِلَيْهِ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَادِلُنِي فِيهِ، وَيَقُولُ: اتَّقِي اللَّهَ فَإِنَّهُ ابْنُ عَمِّكَ، فَمَا بَرَحْتُ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ: "قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا" (المجادلة ٥٨: ١)، إِلَى الْفَرَضِ، فَقَالَ: "يَعْتِقُ رَقَبَةً"، قَالَتْ: لَا يَجِدُ، قَالَ: "فِيضْوَمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ"، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ شَيْخٌ كَبِيرٌ مَا بِهِ مِنْ صِيَامٍ، قَالَ: "فَلْيُطْعِمُ سِتِّينَ مَسْكِينًا"، قَالَتْ: مَا عِنْدَهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَصَدَّقُ بِهِ، قَالَتْ: فَأَتَيْتِ سَاعَتَيْدُ بَعْرَقٍ مِنْ تَمْرٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنِّي أُعِينُهُ بَعْرَقٍ آخَرَ، قَالَ: "قَدْ أَحْسَنْتِ، اذْهَبِي فَاطْعِمِي بِهَا عَنْهُ سِتِّينَ مَسْكِينًا، وَارْجِعِي إِلَى ابْنِ عَمِّكَ". (سنن ابی داؤد، رقم ۲۲۱۴)

”خولہ بنت ثعلبہ کہتی ہیں کہ میرے شوہر اوس بن صامت نے مجھ سے ظہار کر لیا، تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر آئی، نبی اکرم اس معاملے میں مجھے سمجھاتے بھجاتے، اور کہتے کہ اللہ سے ڈرو وہ تمہارے چچا زاد ہیں، میں اصرار کرتی رہی، یہاں تک کہ سورہ مجادلہ کی ابتدائی آیات: "قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا... كَفَارَةَ كَفَارَةِ الْقَانُونَ تَك نازل ہوئیں۔ تو آیات نازل ہونے پر آپ نے فرمایا کہ اوس کو چاہیے کہ وہ ایک غلام آزاد کر دے، خولہ نے کہا کہ اس کے پاس غلام نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ پھر دو ماہ کے روزے رکھ لے، خولہ نے کہا: یا رسول اللہ، وہ بہت بوڑھے ہیں، روزے کی طاقت کہاں! آپ نے فرمایا: پھر اسے چاہیے کہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا دے۔ خولہ نے کہا: اس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے کہ اسے صدقہ کر سکے۔ خولہ کہتی ہیں کہ اسی وقت کھجور کا ایک بوریا لایا گیا۔ تو خولہ کہتی ہیں: میں نے آپ سے کہا کہ میں ایک دوسرے بوریے سے اس کی مدد کرنا چاہتی ہوں، آپ نے فرمایا: بہت

۱۶ واضح رہے کہ عرق نامی بوری میں اتنی کھجور آ جاتی ہے جو بہ آسانی ساٹھ مسکین کا کھانا بن جاتا تھا۔  
۱۷ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

نقطۂ نظر

خوب، جاؤ، اور اپنی کھجوروں سے اپنے خاوند کی جانب  
سے ساٹھ مساکین کو کھلا دو، اور اپنے بچا زاد کی طرف  
رجوع کر لو، (یعنی ظہار سے رجوع)۔“

یعنی مدد کی رقم سے کفارہ ادا کرایا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اہمیت قائم رہے۔ دونوں واقعات میں آپ نے  
یہی حل تجویز فرمایا ہے۔

مختصر یہ کہ ان احادیث کے مطابق ایک شخص نے روزے کی حالت میں ظہار کی خلاف ورزی کی تھی، یعنی اس  
نے دو گناہ کیے تھے: ایک ظہار کی خلاف ورزی اور دوسرے روزہ توڑنا۔ جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حکم  
دیے ایک ظہار کا کفارہ ادا کرنے کا اور دوسرا رمضان کے بعد ایک روزہ رکھ کر روزے کی قضا کا۔ لیکن تصرفات کی وجہ  
سے روایات کا سیاق و سباق حذف ہو گیا، چنانچہ حکم ہی بدل کر رہ گیا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الأمر۔

[باقی]

www.al-mawrid.org  
www.javedahmadghamidi.com

